اسی طرح گوپی چند نارنگ نے اپنے مقالے: ''ادبی تنقید اور اُسلوبیات۔'' میں بڑے پتے کی بات بیان کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ: ''اُسلوبیات، تنقید کی مدد کرسکتی ہے اور اس کو نئی روشنی فراہم کرسکتی ہے۔ اسلوبیات کے پاس متن کے سائنسی لسانی تجزیے کا حربہ ہے۔ اس کے پاس ادبی ذوق کی نظر نہیں ہے۔'' (ص ۱۵۴)

الغرض یہ کتاب اپنے موضوع کے حوالے سے ضروری مباحث سمیٹے ہوئے ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس موضوع پر تمام قابل ذکر مقالات کا احاطہ کرلیا گیا ہے۔

ایک بات کی کمی بُری طرح کھٹکتی ہے کہ حوالہ جات کا اہتمام اس طرح سے نہیں کیا گیا جیسا کہ تحقیقی مقالہ جات میں ہوا کرتا ہے۔ پھر پروف کی خامیاں الگ پڑھنے والے کو پریشان کرتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑی عجلت میں یہ کتاب چھاپی گئی ہے۔ کاغذ بھی اچھا نہیں ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں ان شکایات کو دور کردیا جائے گا۔

نام کتاب	:	''حیاتِ کرم حسین''
مصنف	:	حکیم سیّد ظل الرحمٰن
ضخامت	:	۳۴۲ صفحات
ناشر	:	سعید پبلی کیشنز، کراچی۔
مبصر	:	ڈاکٹر شاہ انجم

زیر تبصرہ کتاب ریاست الور کی تحصیل ''تجارہ'' سے تعلق رکھنے والی کی ایک ہمہ جہت شخصیت حکیم سیّد کرم حسین (۱۸۷۰ء۔۱۹۵۳ء) کی سوانح حیات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے فاضل مصنف جناب حکیم سیّد ظل الرحمٰن، صاحب سوانح کے لائق اور سعادت مند پوتے ہیں، جو خود بھی ایک سرگرم علمی، ادبی، تاریخی اور تہذیبی شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کی لیاقت علمی کا کچھ اندازہ آپ کی ان تصنیفات اور تالیفات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس کی تعداد تینتالیس (۴۳) تک پہنچتی ہے۔ ان کتابوں کے مصنف و مؤلف ہونے کے علاوہ آپ علی گڑھ یونیورسٹی کے سابق پروفیسر اور ڈین فیکلٹی آف یونانی میڈیسن بھی رہے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب کے دو ایڈیشن انڈیا سے (۱۹۸۳ء اور ۲۰۰۸ء) میں شائع ہوئے تھے، مگر ہر بار نئی، قابل قدر اضافی معلومات کے ساتھ۔ اب اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہمارے سامنے ہے جسے ڈاکٹر عائشہ کفیل برنی نے اپنے ادارے سے شائع کیا ہے۔ یہ ایڈیشن بھی متعدبہ اضافوں کے ساتھ ہے۔

چوں کہ کارناموں اور کردار سے مرکب و مزین عناصر کے مجموعے کو شخصیت سے تعبیر کیا جاتا ہے، چناں چہ زیر تبصرہ کتاب

میں بھی حکیم سیّد کرم حسین کے حالاتِ زندگی اور خاندانی پس منظر کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت یعنی قابل ذکر کارناموں اوراعلیٰ کردار کو موضوع بنایا گیا ہے۔

فاضل مصنف نے خوب جم کر لکھا ہے، خصوصاً تاریخی پس منظر کے بیان میں جہاں تحقیقی لوازم کو پیش نظر رکھنے کی کوشش کی ہے وہیں اسلوب بیان میں بھی کوئی کمی نہیں آنے دی گئی۔ نتیجتاً قاری ان دل چسپ تاریخی اور مفید معلومات کو اپنے حافظے میں سمٹتا ہوا موضوع کی کھوج میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

صاحبِ سوانح حکیم سیّد کرم حسین کی حیات مستعار ''تجارہ''، تحصیل الور میں بسر ہوئی۔ اس کتاب کے دریچوں سے آپ کے تابندہ نقوش حیات آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ آپ ایک نام ور حکیم حاذق، متعدد طبی کتابوں کے مصنف، دواخانہ شفاء الامراض کے بانی، کئی رسالوں کے مدیر اور ناشر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ایک صوفی باصفا اور اتحاد بین المسلمین کے مخلص داعی بھی تھے۔

آپ ایک وسیع المشرب عالم ہونے کے علاوہ قادریہ، شاذلیہ اور چشتیہ سلاسل کے روحانی اوراد اشغال کے عامل بھی تھے۔ ''تجارہ'' میں آپ کی مرکزی حیثیت کا ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ ایک ہی وقت میں آپ کے دسترخوان نعمت پر اپنے وقت کی اہم اور معزز ترین شخصیات جمع ہو جاتی تھیں۔ وہ بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس ہوں یا سلسلۂ نقش بندیہ کے مشہور و معروف شیخ طریقت مولانا رکن الدین الوری (م ۱۹۳۶ء) خواجہ عابد علی شاہ ہوں یا میاں سلام اللہ شاہ، سبھی سے آپ کے خصوصی مراسم تھے اور مذکورہ سبھی شخصیات ہمہ وقت آپ کی اقبال مندی میں اضافے کے لیے دعا گو اور کرم فرما رہا کرتیں۔

اسی طرح تحصیل ''تجارہ'' سے باہر میرٹھ ہو یا اجمیر شریف یا پھر دار الحکومت دہلی، ہر مقام پر آپ کی علمی اور طبی حیثیت کی پذیرائی کی متاثر کن جھلکیاں اس کتاب میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہیں۔

مسیح الملک حکیم اجمل خاں دہلوی سے بھی آپ کے خصوصی مراسم تھے۔ زیر تبصرہ کتاب کے صفحہ ۱۱۴ پر درج ہے کہ: ''حکیم سیّد کرم حسین کی علمی شخصیت، طبی مرتبہ اور بے لوث خدمت کے جذبے کی وجہ سے مسیح الملک ان کے بڑے مداح تھے اور ان کا خاص لحاظ فرماتے تھے۔ اکثر طبی مسائل میں خصوصی مشورہ رہتا تھا۔''

حکیم سید کرم حسین جہاں طبی، تہذیبی اور ادبی روایات کا بے مثل نمونہ تھے وہیں وہ شعر و ادب کا بھی بڑا نکھرا ہوا ذوق رکھتے تھے۔ اپنے قیام میرٹھ میں اشارت علی خاں صدق میرٹھی سے کسب سخن کیا تھا اور ناطق تخلص کرتے تھے۔ آپ نے ''تجارہ'' میں اپنی کاوشوں سے ایک ادبی ماحول پیدا کرلیا تھا۔ اس کتاب کے فاضل مصنف نے ریاست ''الور'' کے قیام و تاریخ کے ساتھ ساتھ اس ادبی ماحول پر بھی نہایت جامع انداز سے روشنی ڈالی ہے۔

زیرِتبصرہ کتاب سے جہاں بہت سے تاریخی حقائق بے نقاب ہوتے ہیں وہیں یہ بھی علم ہوتا ہے کہ عہدِ اکبر کے مشہور عالم دین، محقق اور صوفی باصفا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ۔۱۰۵۲ھ) کے احفاد میں خیرات علی حقی اور منشی برکت علی حقی (مصنف مراۃ الحقائق) وغیرہم ''پلول'' (الور) میں آباد تھے۔ یوں حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کے خاندان کی ایک اہم شاخ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۷ء تک ''پلول'' (الور) میں سکونت پذیر تھی۔ علاوہ ازیں خاندان حکیم سیّد کرم حسین اور مذکورہ خاندان حقی میں قائم رشتہ داریوں کی تفصیل بھی فراہم کی گئی ہے۔

اسی طرح حواشیِ کتاب میں ایک مجہول تصنیف کی بابت ڈاکٹر نجم الاسلام مرحوم بانی مدیر ''تحقیق'' جام شورو کے نام پروفیسر سیّد محمد سلیم کا مراسلہ بھی نقل کیا گیا ہے، جس سے قدیم میواتی اردو کی منظوم کتاب ''واقعاتِ امامیہ'' اور اس کے مصنف ملاّ غلام رسول کا حال کھلتا ہے۔

کتاب کے آخر میں حکیم سیّد کرم حسین کے بعض مشہور نسخہ جات بھی نقل کیے گئے ہیں اس کتاب کے پُر از معلومات حواشی اور مستند حوالوں نے اسے ایک وقیع دستاویز کا درجہ عطا کر دیا ہے۔ آخر میں کتاب کے ایک محلِ نظر بیان کی طرف توجہ دلاتے چلیں۔ صفحہ ۱۵۷ پر کسی غلط فہمی کی بنا پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی مشہور تصنیف ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کا انتساب مولانا رشید احمد گنگوہی سے کیا گیا ہے جو کہ خلاف حقیقت ہے۔ الغرض اس کتاب کے لیے حکیم سید ظل الرحمٰن کو مبارکباد پیش کی جاتی ہے کہ جنھوں نے تاریخی اور سوانحی تحقیق کے اس عمدہ نمونے کو آنے والی نسلوں کے لیے ایک یادگار تحفے کی صورت میں محفوظ کر دیا ہے۔